# اسلام کو درپیش چیلنجز کا ادراک اور اُن کا حل


ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی



صراط مستقیم پبلی کیشنز

0301-6464561-042-7115771

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَزَلْ عَالِمًا حَیًّا قَیُّوْمًا سَمِیْعًا بَصِیْرًا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ اَرْسَلَہٗ کَافَّۃً بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ کَثِیْرًا کَثِیْرًا

اَمَّا بَعْدُ ۔۔۔

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ ۙ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ۔

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمَ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<>>>>>>>>>>>>>>>>>>>>>>>>>>>>>>>>>>>

اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ وَعَمَّ نَوَالُہٗ وَاَعْظَمَ شَانُہٗ وَاَتَمَّ بُرْھَانُہٗ کی حمد وثنا اور حضور پُر نور شافع یوم النشور دستگیر جہاں غمگسار زماں سید سروراں حامی بیکساں شافع محشر مالک کوثر محبوب دلبر احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار گوہر بار میں ہدیہ دُرود وسلام عرض کرنے کے بعد۔

وارثان منبر ومحراب ارباب فکر ودانش معزز محتشم حضرات وخواتین

ربِّ ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے ماہِ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں ادارہ صراط مستقیم کی طرف سے فہم دین کورس کے پچیسویں درس میں ہم سب کو شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ میری دعا ہے راہِ علم میں چلنے والے اس کارواں کو خالقِ کائنات جل جلالہ منزل پر پہنچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ربِّ ذوالجلال عقیدت و محبت اور ذوق و شوق سے آنے والے تمام حضرات کو اور خواتین کو اپنی رحمتوں کے خصوصی تحائف عطا فرمائے۔

ہمارا آج کا موضوع ہے:۔

# اسلام کو درپیش چیلنجز کا ادراک اور ان کا حل

میری دعا ہے خالقِ کائنات جل جلالہ ہم سب کو قرآن وسنت کا فہم عطا فرمائے۔ اور قرآن وسنت کے ابلاغ و تبلیغ اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

میں نے قرآن مجید کی سورۃ الصّف کی آیت نمبر9 کی تلاوت کی ہے۔

اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِیٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَ دِیۡنِ الۡحَقِّ

"وہ اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا۔"

لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ كُلِّهٖ

"تاکہ دین کو باقی تمام ادیان پر غالب کردے۔"

وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ

"اگرچہ مشرکین اس بات کو ناپسند کرتے رہیں۔"

محتشم سامعین حضرات! آج اُمتِ مسلمہ کا کاروان تاریخ کے جس نازک موڑ پر ہے۔ اور جس قدر کارواں کے اردگرد خطرات اور مختلف قسم کی بے چانیوں کے سلسلے موجود ہیں۔ شاید پوری تاریخ میں اہلِ حق کو ایسی مشکلات کا سامنہ نہ ہوا ہو۔ جس طرف بھی ہم توجہ کرتے ہیں۔ اور جہاں تک بھی دھیان جاتا ہے۔ ہر طرف اسلام کے خلاف پراپیگنڈے تدبیریں سازشیں اور حملے نظر آرہے ہیں۔

مسلم اُمّہ کا خون بہہ رہا ہے۔ اور مختلف ظلم و ستم کے سلسلے اس اُمت کے وجود کو مٹانے کیلئے بڑی بے جگری سے اور بڑی بے دردی سے اپنے مذموم مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے سرگرداں ہے۔

رواں ماہِ رمضانُ المبارک کی رحمتوں، برکتوں، سعادتوں اور عظمتوں کے زیر سایہ آج ہم جس اجتماع میں بیٹھے ہیں۔ کچھ دیر اس بارے بھی سوچیں گے کہ آخر ایسا کیوں ہے۔ اور ہمیں کس طرح ان تمام خطرات سے بچ کر منزل تک پہنچنا ہے۔

کوئی ایک چیلنج نہیں کوئی ایک خطرہ نہیں ہر طرف دھند لگے ہیں۔ ہر طرف اندھیرے ہیں۔ راستے اجالوں کے ظلمتوں نے گھیرے ہیں جدھر دیکھتے ہیں۔ ایسے مناظر نظر آتے ہیں کہ جن سے کلیجا منہ کو آتا ہے۔ اور جگر پانی پانی ہو جاتا ہے۔ کائنات کی امانتوں کے سب سے بڑے امین اور اُمتوں کی تاریخ میں سیادت اور سرداری کا منصب پانے والے آج ان کے وجود پر جتنے زخم ہیں۔ اور آج ملت کا پیراہن جس قدر تار تار کیا جا رہا ہے۔ یہ کائنات کی امامت کے منصب پر فائز ہونے والے لوگ ایسے زخموں کے جھرمٹ میں کتنی مشکل سے اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں وہ فلسطین کی مقدس وادی جہاں سے کلمہ حق سربلند کرنے والوں کو کلمہ حق کی آواز بلند کرنے والوں کو گھر سے نکال دیا گیا جو خیموں میں زندگیاں بسر کر رہے ہیں۔

وہ عراق کی مقدس سرزمین جو اللہ کے پیغمبروں کی اماموں کی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اولیاء کرام کی سرزمین ہے وہاں کب سے کشت و خون کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمارے پڑوس میں افغانستان کی مردم خیز زمین کے اندر دشمن نے کس قدر اپنے ہتھیاروں کو آزمایا ہے۔ اور کابل و قندھار اور دشت لیلیٰ تک خون کا ایک بہتا ہوا دریا نظر آتا ہے۔ آج پاکستان کو زیرِ دام لانے کے ساتھ ساتھ شام اور ایران کو مٹانے کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ پوری کائنات میں مسلم کا خون ارزاں ہو گیا ہے۔

کشمیر کی سنگلاخ چٹانوں پر کشمیری اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہا ہے۔ اور مسلسل وہ پانی شہادتوں کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی ہمارے لئے کچھ تباہیوں بربادیوں کے وہ مناظر ہیں کہ جس کا سلسلہ مختلف زلزلوں سے وابستہ ہو چکا ہے۔

ماہِ رمضانُ المبارک کے ان لمحات کے اندر ہمیں پلٹ کے اپنی کتاب سے پوچھنا چاہیے۔ اپنے قرآن سے پوچھنا چاہیے۔ ہمارا اپنا ربّ اور اس کا فرمان ہماری رہنمائی کیلئے قیامت تک موجود ہے کہ آخر وجہ کیا ہے۔ یہ دن ہمیں کیوں دیکھنے پڑ رہے ہیں؟

ربِّ کعبہ کی قسم ہے اس قرآن میں آج بھی وہ تجلی موجود ہے کہ اگر ہم آنکھوں میں سرمہ اس کا لگالیں گے۔ دنیا کے اندھیرے ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے۔ اور اِن شاءَ اللہ اُمت کا کارواں سلامتی کے ساتھ اپنی منزل تک پہنچ جائے گا۔

محتشم سامعین حضرات! اس میں تو کوئی شک نہیں کہ مسائل کتنے ہیں اور وہ گھمبیر کتنے ہیں۔

بدن ہمہ تار تار شد

پنبہ کجا کجا دہم

سارا بدن ہی ملت کا زخمی ہے تو روئی کس کس مقام پر رکھ کے ہم اس کے آرام کا انتظار کریں۔

رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان حالات کا صدیوں قبل خود مشاہدہ کیا تھا۔ اور اس وقت جو ارشاد فرمایا تھا یہ چیلنجز اور خطرات جو آج پیدا ہو رہے ہیں۔ نگاہِ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اس وقت موجود تھے۔ اور رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو بیان بھی کیا تھا۔ اور ان کا حل بھی عطا فرمایا تھا۔

کتنی ہماری کم بختی ہو گی کہ جب سب کچھ ہمارے لئے وہ بیان کر کے گئے۔ ہم وہ پڑھ نہ سکیں سن نہ سکیں اور اگر سن لیں تو اس پر عمل نہ کر سکیں۔ تو یہ خود ہماری کوتاہی ہے۔ ہماری غفلت ہے۔ ورنہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جو ختمِ نبوت کا تاج پہن کے آئے ہیں۔ اس کا حق بھی ادا کیا ہے۔ قیامت تک کے ہر خطرے کی نشاندہی بھی کی ہے اور قیامت تک ہر خطرے سے بچانے کیلئے اُمت کو حل بھی عطا فرمایا ہے۔

حضرت ثوبان اس حدیث کو روایت کرتے ہیں۔

یہ حدیث شریف ابوداؤد میں اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ذکر کیا ہے۔ اور یہ مشکوٰۃ کے صفحہ نمبر ۴۵۹ پر بھی موجود ہے۔ کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

يُوْشِكُ الْاُمَمُ اَنْ تُدَاعِىَ عَلَيْكُمْ كَمَا تُدَاعِى الْاَكَلَةُ اِلٰى قَصْعَتِهَا

فرمایا وہ وقت آرہا ہے اور جلد آجائے گا۔ کہ جب سارا کفر متحد ہو جائے گا۔ ساری کفر کی طاقتیں یکجا ہو جائیں گی۔

اَنْ تُدَاعِىَ عَلَيْكُمْ

وہ سارے مل کر ایک دوسرے کو تمہارے بارے میں یوں بلائیں گے جس طرح

تُدَاعِى الْاَكَلَةُ اِلٰى قَصْعَتِهَا

پلیٹ ایک ہو اور کھانے والے بہت سے ہوں اور آپس میں ان کا اتفاق بھی ہو تو سارے وہ ایک پلیٹ کی طرف سب کو بلا رہے ہوتے ہیں۔ تو فرمایا ایسی صورت حال اُمت کے اندر ایک وقت پیدا ہو جائے گی۔ یہ تمام مل کر اُمت کو مٹانے کے درپے ہو جائیں گے۔ اور اتنی دلچسپی ہو گی۔ اور ان کو اتنی بھوک ہو گی اس پلیٹ کو کھانے کیلئے کہ ہر ایک دوسرے کو آواز دیگا کہ آؤ تم بھی کھالو آؤ تم بھی کھالو۔ میری اُمت ایک پلیٹ کی طرح درمیان میں ہو گی اور دائیں بائیں چاروں طرف دشمن اتحاد کر کے آجائیں گے اور ایک دوسرے کو دعوت دے رہے ہوں گے آؤ تمہارا حصہ بھی ہے اور تمہارا حصہ بھی ہے۔

یہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھ نے اس وقت دیکھا تھا۔ آج کے غیر مسلم اتحاد اور اقوامِ متحدہ کے زیر سایہ تمام قسم کے بدمعاش لٹیرے حکمرانوں کے جو ٹولے ہیں۔ ان کی یکجہتیاں اور ان کے مختلف اتحاد وہ تو بعد میں بنے ہیں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس وقت خبر دی تھی۔ فرمایا تھا کہ جس طرح ایک پلیٹ کی طرف سارے جھپٹیں گے اس طرح میری اُمت کی طرف ساری فوجیں جھپٹ رہی ہوں گی۔

تم نے وہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ وہ عراق کی پہلی ام المعارکہ مسئلہ ہو یا موجودہ جو دو سال کی صورتحال ہے یہ کاروائی ہو۔ وہ افغانستان میں بہتا ہوا خون کا دریا ہو یا بعد میں جو آگے سلسلے بھی نظر آرہے ہیں اور جن کی دھمکیاں دی جارہی ہیں۔ وہ سارے مسائل ہوں یا فلسطین کا مسئلہ ہو یا وہ کشمیر کا مسئلہ ہو۔ تم نے اس بات کو اپنے احساس سے دیکھا۔ اور محسوس کیا اور مشاہدہ کیا۔

کہ کس طرح اُمتِ مسلمہ پر ہر طرف سے بھیڑیئے جھپٹ رہے ہیں۔ اور اس اُمت کے وجود کو پاش پاش کرنا چاہتے ہیں۔ اور تار تار کرنا چاہتے ہیں اور اس کو وہ لہولہان کرنا چاہتے ہیں۔

میرے رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے آج سے قبل ان خطرات کو بیان کردیا تھا۔ ابھی جوابی لمحے میں جواب اور حل بھی بیان کریں گے۔ آج کی اس صورتحال کے اندر مسلمان وہ کیسا مسلمان ہوسکتا ہے کہ جن کو کشمیر میں بہتا ہوا خون نظر نہ آئے۔ جس کو افغانستان کے حر اور حریت پسند لوگوں کے ان جذبات کے بارے میں کوئی بے چینی پیدا نہ ہو کہ جن کو پکڑ کے یوں جکڑا گیا جس طرح کہ جانوروں کو پنجروں میں بند کردیا جاتا ہے۔ اور دشت لیلیٰ کے اس صحرا کے اندر ہزاروں کو یوں تہہ تیغ کیا گیا کہ جیسے یہ ماؤں کے بیٹے نہ ہوں کیکروں اور درختوں کے اوپر لگنے والا کوئی پھل ہو۔ جس کو بے دردی کے ساتھ توڑ دیا جائے۔

آج وہ مقدس سرزمین جو عراق کی سرزمین ہے۔ وہاں پر ابراہیم علیہ السلام کی نسل موجود ہے۔ اس زمین کو "عقل العرب" کہا جاتا ہے۔ اور جس کو "روضۃ الصالحین" کہا جاتا ہے۔ جس کو مہد الاولیاء کہا جاتا ہے۔ حجاز مقدس کے بعد جو سب سے زیادہ اسلام کیلئے مقدس سرزمین ہے اور آثار کے لحاظ سے فنون اور علوم کی ترویج و اشاعت کے لحاظ سے۔ وہاں خونخوار بھیڑیا ابھی تک وہ سیر نہیں ہوا مسلسل مسلمانوں کا خون بہا رہا ہے۔ اور کشمیر کے دیس میں خون بہتا رہے اور ہمیں اس کا احساس نہ ہو یہ ممکن نہیں جو مومن ہے وہ ضرور تڑپتا ہے۔ اس کے دل سے آہیں نکلتی ہیں۔ وہ ضرور سوچتا ہے اگر کرسکتا ہے۔ تو زورِ بازو سے بھی کرتا ہے۔ اگر کرسکتا ہے تو کلمہ حق بلند کرتا ہے۔ ورنہ دل میں بے چینی تو ضرور محسوس کرتا ہے۔ اس واسطے مسلمان ہونے کے نصاب کی یہ آخری شرط ہے۔ اس بے چینی کو محسوس کرنا ہمارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو یہ فرما دیا تھا۔

مَنْ لَمْ يَهْتَمَّ بِأُمُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَيْسَ مِنَّا

جس کو مسلم اُمہ کا درد محسوس نہیں ہوتا وہ میرا اُمتی ہی نہیں ہے۔ وہ ہم سے نہیں وہ ہمارا نہیں وہ میرا نہیں مسلمانوں کے حالات پر جس کو تکلیف نہیں ہوتی۔ جب مسلم اُمہ کو زوال آئے اور مختلف مسائل پیدا ہو جائیں وہ تدبیر نہ کرے وہ سوچتا نہیں ہے وہ متوجہ نہیں ہوتا تو میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں "لیس مِنّا" وہ ہمارا نہیں۔ اگرچہ نمازی ہو روزے دار ہو حاجی ہو جو کچھ بھی کر رہا ہو فرمایا ادھر مسلم اُمہ پر قیامت گزر جائے اور اُس کو کبھی ایسا کردار ادا کرنے کیلئے تڑپ ہی پیدا نہ ہوئی ہو۔

فرمایا میری اُمت کا فرد وہ ہے جو اپنے بھائی کے درد میں تڑپتا ہے۔ جس طرح بدن کے ایک عضو پر کچھ درد کا حملہ ہوتا ہے وہ بیمار ہوتا ہے تو سارا بدن ہی رات جاگ کے گزار دیتا ہے۔ اور سارے بدن کو ہی چین نہیں آتا ایسے ہی اُمت کا ایک حصہ کٹ رہا ہو۔ اُن پہ تیل چھڑک کے اُن کو جلایا جا رہا ہو۔ اُن کو بڑی بڑی ابو غریب جیسی جیلوں کے اندر بند کر کے کتوں سے اُن کا گوشت کٹوایا جا رہا ہو۔

اور دوسرا کوئی ادھر کان ہی نہ دھرے اور اُس کی آواز پر لبیک ہی نہ کرے اور اُن مسائل کو اپنا موضوع سخن ہی نہ بنائے اور اُن کو ایک تاک نسیان کا حظ بنا کے چھوڑ دے، نہیں نہیں۔ ایسا ہرگز مسلم اُمہ سے نہیں ہو سکتا۔ ایمان کی حرارت نام ہی اس کا ہے کہ جس وقت ایک جگہ پر کوئی ایسا مسئلہ پیدا ہوتا ہے تو تمام اُمتِ مسلمہ اس درد کو محسوس کرتی ہے۔ اور محسوس کرنے کے ساتھ اس حالت کو بدلنے کیلئے اپنا کردار ادا کرنے کی پلاننگ کر لیتی ہے۔

آج کے جو خطرات ہیں اگر گننے بیٹھیں تو اس گھنٹہ میں گنتے گنتے ہی صرف نام لیتے ہوئے وقت گزر جائیگا۔ صرف ایک دو باتیں جو بڑی اہم اُن کو پیش کرتے ہوئے اپنی گفتگو کو آگے بڑھاتے ہیں۔ ایک ہے خطرہ اُمتِ مسلمہ کے بدن اور وجود کو اور ایک ہے خطرہ اُمتِ مسلمہ کی سوچ کو اور نظر و فکر کو کچھ حملے وہ ہیں جو اُمتِ مسلمہ کے وجود پر ہیں اور کچھ حملے وہ ہیں جو مسلم اُمہ کی سوچ پر ہیں۔ جو مسلمانوں کی فکر پر ہیں جو مسلمانوں کے دماغ پر ہیں۔ آج صورتحال بہت بدتر اور ابتر ہوتی جا رہی ہے۔ جو حملہ مسلم اُمہ کے بدن پر ہے اگرچہ وہ بھی ایک گھناؤنی سازش ہے۔ جو کعبۃ اللہ سے خون مقدس ہو اُس خون کو گلیوں میں بہا دیا جائے۔ لیکن اس سے بڑا حملہ اور اس سے بڑا جرم اُن لوگوں کا ہے "جو مسلم اُمہ کی سوچ پر حملہ کر رہے ہیں"۔

مسلم اُمہ کے دماغ کو معطل کر رہے ہیں۔ مسلم اُمہ کے دماغ کو بدل رہے ہیں۔ مسلم اُمہ کے دماغ کو تبدیل کر رہے ہیں۔ یہ بڑا حملہ اس واسطے ہے کہ جس کے بدن پر حملہ ہو رہا ہے وہ حریت کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ وہ دفاع کر رہے ہیں روزانہ شہادتوں کا جام نوش کر کے کافروں کو بھی واصل جہنم کر رہے ہیں۔ اور وہ اپنے ایمان کے زور پر ٹیکنالوجی کا منہ توڑ جواب دے رہے ہیں۔

لیکن جو حملہ فکر پر ہوتا ہے۔ اس میں قباحت اور بربادی یہ ہے کہ حملہ ہو رہا ہے اس بیچارے کو پتا ہی نہیں چلتا۔ وہ چپ کر کے سہتا ہے۔ اور بدلتے بدلتے بدل جاتا ہے۔ جس زخم پہ اُسے درد ہوتا تھا۔ اس زخم کا درد اس کو محسوس ہی نہیں ہوتا۔ جو بیماری تھی اُس کو وہ شفا سمجھتا ہے۔ اور جو زہر تھا اس کو وہ تریاق سمجھتا ہے اور نتیجہ بڑی ہلاکت کا ہو جاتا ہے۔

وہ پہلا حملہ چونکہ اس کی مزاحمت کا ایک جذبہ اور شوق ہوتا ہے۔ اس کو روکنے کی تدابیر بھی ہوتی ہیں۔ اور کامیابیاں بھی ہوتی ہیں۔ یہ دوسرا حملہ ایسا ہے کہ بیٹھا بیٹھا مسلمان اُس کا دماغ یہودی بنتا ہے۔ اُس کا دماغ عیسائی بن جاتا ہے۔ اُس کا دماغ ہندو کا دماغ بن جاتا ہے۔ وہ بیٹا مسلمان کا تھا۔ باتیں یہودیوں والی کرتا ہے۔ وہ فرزند تو اسلام کا تھا مگر وہ باتیں عیسائیوں والی کرتا ہے۔ اُس نے آنکھ تو ایک اسلامی خاتون کی گود میں کھولی تھی۔ لیکن جب بولتا ہے تو جہنمیوں والی باتیں کرتا ہے۔

اس کی سوچ کو معاشرے نے بدل دیا۔ اس کی سوچ کو اغیار نے بدل دیا اس کی سوچ کو یہود و نصاریٰ کے پراپیگنڈہ نے بدل دیا اس کی سوچ کو معاذ اللہ اس روشن خیالی نے بدل دیا کہ جس کی روشنی جہنم کے شعلوں کی تو ہو سکتی ہے۔ مگر وہ روشنی فردوس کے بالاخانوں کی نہیں ہو سکتی یہ تبدیلی کیسے آتی ہے۔ اور یہ کیسے ہوتا ہے۔

اس کی مثال سمجھنے کیلئے دور نہیں جانا پڑیگا۔ یہ تمہارے گھر میں جو ٹیپ ریکارڈر ہے اس میں جیسی کیسٹ ڈالتے ہو ویسی ہی آواز آتی ہے۔ جو ڈالتے ہو وہی سنائی دیتا ہے۔ وہ کیسٹ اگر پہلے اپنی تھی تو اپنی آواز آتی تھی۔ اگر وہ کیسٹ بدل گیا تو غیروں کی آواز آئے گی۔ جب وہ کیسٹ بدلا ہے تو آواز بدل گئی ہے۔

اگرچہ وہ ٹیپ تمہاری ہے وہی اس کا حلیہ ہے۔ وہی اسکا وجود ہے۔ وہی تمہارے گھر میں پڑی ہے۔ لیکن سب کچھ بدل کس طرح گیا۔ وہ کیسٹ بدلنے سے آواز بدلی پیغام بدلا۔ پہلے قرآن کی تلاوت تھی پھر اس میں فحاشی کے گانے آگئے۔ پہلے قرآن کا پیغام تھا۔ پھر شیطان کی آگ آگئی۔ پہلے اس میں نغمۂ جبرائیل کی تلاوت کی جارہی تھی۔ پھر اس میں رُسوائیوں کے سبق آگئے۔ کیسٹ بدلی ہے ٹیپ نہیں بدلی وہ ٹیپ کیا ہے آپ کی اسی طرح ہے۔ وہی شکل ہے وہی اس کی حیثیت ہے۔ وہی اس کی کیفیت ہے چھوٹی سی چیز اندر سے بدلی سارا نظام بدل گیا۔

آج وہ بچہ جو مغرب زدہ ہوا جو یہودیوں کے جال میں آگیا وہ مسلم اُمہ کا سپوت کہ جس کے دماغ کی کیسٹ عیسائیوں نے بدل دی سنتے ہو تو تعجب ہوتا ہے کہ یہ مسلمانوں کا بیٹا ہے۔ اسکی زبان سے یہودیوں کی تعریف نکل رہی ہے عیسائیوں کی تعریف نکل رہی ہے ہندوؤں کا ہم نوا بن گیا ہے۔

جب کبھی تنقید کرتا ہے تو اسلام پہ کرتا ہے۔ جب بھی تعریف کرتا ہے تو یہودیت اور عیسائیت کی کرتا ہے یہ کیسے ممکن ہوا وہ کافی دیر اندر سے کیسٹ تبدیل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ مگر گھر والا باپ بے چارہ سادہ تھا۔ صرف وہ ٹیپ کو دیکھ رہا تھا۔ وہ کیسٹ کو نہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ اپنے بیٹے کا چمکتا چہرہ تو دیکھتا تھا اور اس کا اسلام میں ہونا بظاہر اس کو دیکھتا تھا۔ اس کو یہ پتا نہیں تھا کہ اس کی کیسٹ کو تبدیل کیا جا رہا ہے۔

جب کیسٹ بدلہ نتیجہ کیا نکلا ہر طرف وہی بچہ جب بولتا ہے وہی انسان بچہ کیا بڑے بھی اپنی کیسٹیں بدلوا چکے ہیں۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا

کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

جس دماغ نے ملامت کرنی تھی وہ دماغ ہی بدل گیا تو اب ملامت کون کریگا۔ جس سوچ نے کہنا تھا کہ ہوش کر تو کیسے بولتا ہے اور تو کس کے ساتھ چلنے کی باتیں کرتا ہے۔ جب وہ سوچ ہی معطل ہوگئی اور نئی سوچ آگئی اب ان باتوں پر جو وہ کر رہا ہے اپنے آپ کو ملامت کرے تو کیسے کرے وہ نظام اس انداز میں کیسٹ کے بدلنے کے لحاظ سے بدلتا جا رہا ہے یہاں تک اس اُمت کے لوگ جو کرسیوں پر پہنچے۔ آگے مناصب پر پہنچے اب ایسی باتیں کرنا انہوں نے شروع کر دیں کہ جس کو دیکھ کر ایک انسان کو شرم آتی ہے کہ کیا ایسے بھی مسلمان ہوسکتے ہیں کہ

جو کلمہ پڑھیں اور اسلام کو طعنے بھی دیں کلمہ بھی پڑھیں اور اسلام کی معاذ اللہ ہر وقت توہین بھی کریں۔ یہ سلسلہ اس وقت سب سے خطرناک سلسلہ ہے اور یہ چیلنج اسلام کیلئے سب سے خطرناک چیلنج ہے۔ دوسری جگہ حملے ہو رہے ہیں ان کا ظلم اور قباحتیں اپنی جگہ لیکن وہاں بھی ایک تحریک ہے اور دفاع کیا جا رہا ہے اور جواب دیا جا رہا ہے۔ لیکن یہ جو شعبہ ہے اس میں خاموشی چھائی ہوئی ہے۔ حملے مسلسل ہو رہے ہیں اور دفاع کی کوئی سوچ ہی نہیں جا رہی۔ دفاع کرنے والوں کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ تم منبر پر بھی نہیں بول سکتے تم مسجد میں بھی نہیں بول سکتے تم اجتماع میں بھی نہیں بول سکتے۔ تم قرآن و سنت کا پیغام نہیں دے سکتے۔ یہ جو سب سے بڑا خطرہ اور سب سے بڑا ہمارے لئے چیلنج ہے۔ اس کو محسوس کر کے ہم نے اس کا بھی کوئی حل نکالنا ہے کہ ہم کس طرح اپنے دفاع کو بچا سکتے اور کیسے اپنی سوچ کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔

بدن انسان میں دماغ انگریزی چال انگریزی

ڈھال انگریزی جسم کا اک اک بال انگریزی

ہر چیز مسلم اُمہ کی لٹتی جارہی ہے۔ اس کے نظریات و افکار کو ذہن سے نکال کر نئے فیڈ کئے جارہے ہیں۔ اس سلسلے میں آواز اُٹھائی ہی نہیں جارہی اور خود احساس ہی پیدا نہیں ہو رہا۔

میرے بھائیو! دیکھو تو سہی رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کس قدر متوجہ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے قرآن کی آیات نے ہمیں کس قدر سمجھایا تھا۔ اور کس قدر اس سلسلے کے اندر محتاط کر دیا تھا۔

جب سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۶۸ اُتر رہی تھی تو کیا مفہوم تھا۔ اس کا مطلب کیا تھا۔ اس کے الفاظ کیا تھے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمارہا تھا:

لَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (سورۃ الانعام۔۶۸)

یاد آجانے کے بعد ظالموں کے پاس بالکل نہ بیٹھو۔ ظالموں کے پاس بیٹھنا حرام ہے۔ جیسے شراب نوشی کو حرام کیا۔ ایسے ہی یہودی کے پاس بیٹھنے کو عیسائی کے پاس بیٹھنے کو ہندوؤں کے پاس بیٹھنے کو بالخصوص جس وقت وہ ایسا ہے جو اسلام پہ تنقید کرتا ہو۔ آیات کا مذاق اُڑاتا ہو۔ اسلام پہ ہر وقت حملے کرتا ہو تو اللہ نے حرام کر دیا۔ فرمایا ہر جگہ بیٹھ سکتے ہو۔ ایسے منحوس لوگوں کے پاس نہیں بیٹھ سکتے۔

اس واسطے اگر بیٹھو گے تو تمہارے دماغ کا کیسٹ بدل جائے گا۔ نتیجہ بڑا خطرناک نکلے گا۔ آج کیا ہو رہا ہے کچھ لوگ تو ویسے زیرِ دام چلے گئے اور یقیناً کسبِ حلال کیلئے کہیں جانا بھی جائز ہے۔ لیکن جو اپنے لقمے کی خاطر ان ممالک میں گئے اور وہاں جا کر اپنا تحفظ نہ کر سکے۔ انہوں نے جرم کا ارتکاب کیا اور اگر کوئی وہاں جا کے محفوظ رہتا ہے تو یقیناً اس کیلئے گنجائش بھی موجود ہے۔

ان آیات کو بہر حال اسے سامنے رکھنا ہو گا۔ میرے اللہ نے جب حرام کہا تھا تو یہ کیسے وہاں پہ بیٹھتا ہے۔ سور اور خنزیر کی حلت کی دلیلیں ان سے سیکھتا ہے اور پھر اس میں متذبذب ہو جاتا ہے۔ شراب کی حرمت کے بارے میں شک میں اُتر آتا ہے۔ اگر چاہے تو ٹھوس نظریات کے ساتھ بدل سکتا ہے۔ تو ان میں سے کسی کو بدل دے اپنے ایمان و یقین کی کیفیت کو کبھی نہ بدلنے پائے۔ دوسری طرف وہاں جاتا تو ہماری تھوڑی سی کمیونٹی ہے وہ کسب حلال کیلئے جو گئے حفاظت کریں ان کیلئے گنجائش ہے لیکن یوں اپنا آپ پیش کر دے وہ حرام ہے۔

مسئلہ یہاں کا ہے کہ آج ہمارے دین کیسے بدل رہے ہیں۔ مسلم اُمہ کیلئے یہ ضروری تھا کہ یہ غیر کی بات ہی نہ سنتے ان کی بات سننے سے اسلام نے پابندی لگائی تھی کہ جو مسلمان ہے وہ نہ تو غیر کی بات کو سن سکتا ہے اور نہ اس پر توجہ دے سکتا ہے۔ چہ جائیکہ غیروں کو ہمارے نصاب کا حصہ بنا دیا جائے۔

آغاخان بورڈ کی شکل میں حضرت طارق بن زیاد کی عظمتوں کے حوالے نکال کر وہاں پر سیکس کی باتیں لکھ دی جائیں۔ سیّدہ فاطمۃ الزہرہ کا مقدس کردار نکال کر بلقیس ایدھی جیسی خواتین کے تذکرے شامل کر دیئے جائیں اور ایسا نصاب بنایا جائے جس میں یہ بار بار کہا جائے کہ نظریہ پاکستان ہندو تنظیموں کا پیدا کردہ تھا۔ اس کا کسی مستحکم سوچ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا۔ جس وقت ہم اپنے نونہالوں کو پڑھنے کیلئے ایسی کتابیں دیں گے۔ تو کیا پڑھ کے وہ اسلام کے علمبردار بنیں گے۔ نہیں نہیں۔ نفرتوں کی کتاب پڑھ کر محبتوں کا نصاب لکھنا، بڑا کٹھن ہے خزاں کے ماتھے پہ داستانِ گلاب لکھنا، جو یہ پڑھیں گے تو یہی بن جائینگے۔

آگے اس سے پہلے جو پڑھتے رہے وہ مغرب کی دوکانوں کے کھلونے تو بن گئے ہیں۔ مگر اسلام کا وہ ماڈل انسان نہیں بن سکے۔ اگر رہی سہی کسر بھی اس آغاخان بورڈ کی شکل میں یوں نکال دی گئی تو پھر اسلام یوں دیکھتا رہے گا کہ میرا جاننے والا کون ہے اور میرا ماننے والا کون ہے اور وہ تو ہے صرف تلوار کیلئے لیکن یہاں تو پلاننگ ہیں۔ پوری قوم کا ذہن اُچک لینے کی اور اس کے دماغ کو بالکل معطل کر دینے کے جتنے بھی چینل ہیں یہودیوں کے چل رہے ہیں، عیسائیوں کے چل رہے ہیں، مرزائیوں کے چل رہے ہیں، ہندوؤں کے چل رہے ہیں۔

اس پاکستان کی سرزمین پر حرام تھا کہ ان میں سے ایک کی آواز بھی یہاں پر سنائی دیتی۔ اس ملک کی حکومت کا سب سے پہلا منصب یہ ہے کہ وہ اپنے مواصلاتی نظام کو اتنا مستحکم بنادے کہ کوئی باہر سے بیٹھ کر ان کو کوئی سنانا چاہے تو یہ اس کو روکیں۔ جو اسلام کو پسند ہو وہ تو قوم تک آنے دیں۔ اور جو اسلام کو ناپسند ہو وہ بات ہرگز اس دائرے کے اندر داخل نہ ہونے دیں۔

جو اسلامی سلطنت ہو اسلامی ملک ہو اور تمام تر مسلم اُمہ کے قبضے میں ممالک ہیں سب سے بڑا پہرہ مواصلات اور ذرائع ابلاغ کے لحاظ سے ہے۔ وہ الیکٹرانک میڈیا ہو یا پرنٹنگ میڈیا ہو سب سے پہلا فرض ہے اُمت کے ارباب بسط وکشاد کا کہ وہ اپنی اُمت کو ان حملوں سے بچائے۔ اسلام نے ذرائع ابلاغ کے بارے میں باقاعدہ سبق پڑھائے ہیں اور اس بات کو لازم کر دیا جائے کہ یہ چھوٹا سا منصب نہیں کوئی خبر سننے اور آگے بیان کر دے نہیں نہیں۔

اس کیلئے اُمت میں اسوقت جو لوگ سب سے زیادہ متقی پرہیز گار ہوں جن کا بیرونی اور بین الاقوامی مطالعہ سب سے زیادہ ہو وہ بیٹھ کر فیصلہ کریں اس کے بعد اگر خبر پاس ہوتی ہے تو وہ مسلم اُمہ کے افراد کو سنائی دینی چاہیے۔ اگر نہیں ہوتی تو ہرگز اس کا پھیلانا حرام ہو گا۔

اور کہاں یہ کہ ہم خود فیصلہ کر کے اچھی صورتحال سے لوگوں کو مطلع کرتے اور جو ناجائز تھی ان سے روکتے۔ ہمارے بس میں ہی نہیں رہا۔ ہمارے گھر میں کہیں یہودی بول رہا ہے۔ کہیں عیسائی بول رہا ہے۔ ہماری فضاؤں میں ان کی آواز کی امواج موجود ہیں۔ جو چاہتا ہے کوئی قادیانی بھگوڑا باہر سے بیٹھا ہوا چینل پہ بولتا ہے۔ یہاں کا سپوت سنتا ہے۔ کوئی عیسائی لونڈا بولتا ہے اور کوئی یہودی بولتا ہے اور کوئی ہندو بولتا ہے۔ ہمارے گھر میں بیٹھا ایک مسلمان ان کے افکار کو سن رہا ہے۔

اور بالخصوص اس وقت جب وہ اسلام پہ تنقید کر رہے ہیں۔ تو اس کو تو اللہ نے حرام فرمایا تھا۔ یہ اس کا مباحثہ سننا اس کا سیمینار سننا ان کی تقریر سننا یہ تو بڑی دور کی بات ہے میرے ربّ نے ایسی خبر کے اجراء پر حرمت کا حکم نازل فرما دیا تھا۔

قرآن مجید ایک زندہ کتاب۔ یہ ساری باتیں سامنے تھیں اس واسطے اللہ تعالیٰ کا سورۃ النساء کی آیت نمبر ۸۳ میں ارشاد موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰۤى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ (سورۃ النساء۔۸۳)

یہ آیت صحافت کا سب سے بڑا سبق ہے۔

اسلامی ذرائع ابلاغ کی سب سے بڑی درسگاہ یہ آیت ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کا رد کرتے ہوئے اور کمزور مسلمانوں کا جو ابھی نئے نئے تھے ان کا رد کرتے ہوئے۔ ان کے ایک کردار کی مذمت کی۔ فرمایا۔ جب انکے کوئی خبر آتی ہے امن کی یا خوف کی تو وہ اس خبر کو پھیلا دیتے ہیں۔ خبر آگئی کہ فلاں مسلمان فوج کو فتح حاصل ہو گئی تو وہ کیا کرتے ہیں کہ فوراً وہ خبر پھیلاتے ہیں۔ یا یہ آگئی کہ وہاں پہ شکست ہو گئی تو وہ فوراً پھیلاتے ہیں۔

اب آج کا مزاج یہ سمجھے گا کہ یہ تو کوئی جرم نہیں۔ ہم تو جو آتا ہے آگے بیان کر دیتے ہیں۔ حالانکہ رسول علیہ السلام کا فرمان ہے۔

كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (مشکوٰۃ ص ۲۸)

بندے کو جھوٹا ہونے کیلئے یہ کافی ہے کہ جو سنے وہی آگے سنا دے۔ جو بات سنے وہ بات بیان کر دے۔ یہ اس کے جھوٹا ہونے کیلئے کافی ہے۔ تو خبر جیسے بھی ہم آگے پھیلانے میں آج کوئی حرج محسوس نہیں کرتے جبکہ اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرما دی اور ان لوگوں کی مذمت کی۔

کہ جب مدینہ شریف میں ایک خبر پہنچی ہے۔ تو انہوں نے کیا کیا خبر کو سنا اور خود خبر کے ناشر بن گئے خبر کو پھیلا دیا۔

"اِذَا عُوْا بِہٖ" وہ خبر کو نشر کردیتے ہیں۔ اے اللہ انہیں کیا کرنا چاہئے تھا تو ان سے ناراض کیوں ہو رہا ہے۔ انہوں نے خبر دی تو کیا جرم کیا۔ ربِّ کائنات فرماتا ہے اگرچہ کرنا ہی چاہئے تھا۔

وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ ط

جب خبر مدینہ شریف میں ان لوگوں کے پاس پہنچی تھی تو ان کا یہ حق نہیں کہ خبر بیان کریں۔ ان کا یہ حق تھا کہ فوراً دربارِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو جاتے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور اگر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت میسر نہیں آئے۔

وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ

تو سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلے جائیں۔ سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلے جائیں۔ سیّدنا عثمان غنی حضرت شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہما عشرہ مبشرہ ایسے کبار صحابہ کرام جو کہ اولی امر ہیں۔ ان کے پاس جا کے بتائیں کہ یہ افواہ پھیل گئی ہے۔ یہ خبر آگئی ہے۔ ایسی اطلاع ملی ہے۔ تو اس کو کیا کرنا چاہئے۔ خبر پھیلانا یہ عام انسان کا کام ہی نہیں یہ کام ہے اُمت کے منتخب بورڈ کا۔ کہ وہ اس پر پوری طرح سارے پہلو دیکھ کر پھر فیصلہ کریں کہ اس خبر کی بندوں کو اطلاع ہونی چاہئے یا نہیں ہونی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ

اگر میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس خبر پہنچے گی اور ان کے جو اولو الامر صحابہ ہیں ان کے پاس تو وہ استنباط کریں۔ وہ مسئلے کا استخراج کریں گے۔ اور وہ بتائیں گے کہ یہ آگے پھیلائی جائے گی یا نہیں پھیلائی جائے گی۔ ہو سکتا ہے ایک مسلم اُمہ کے شہروں کو شکست ہوئی ہے لیکن اب خبر مدینہ میں جب پہنچی تو فرمایا تم نہ پھیلاؤ۔ یہ ان کو دو اور یہ منصب ان کا ہے۔ یہ جانتے ہوئے کہ اب جب باقی لوگوں کو یہ خبر پہنچے گی تو ان کے حوصلے پست ہو جائیں گے۔ دوسرے محاذ پر ناکامی ہو جائے گی۔ اور دوسرے محاذ پر ہماری صورتحال خراب ہو جائے گی۔ تو خبر پھیلانے سے پہلے عسکری ماہرین بین الاقوامی وسعت مطالعہ کے لوگ اور عدالت و تقویٰ کے جو بلند مینار ہیں۔ ان سب کی مشترکہ میٹنگ کے بعد مسلم اُمہ کے سپوت طے کریں گے کہ یہ خبر شائع ہونی چاہئے یا نہیں ہونی چاہئے اس منصب کو قرآن مجید نے بیان کر دیا کہ جس طرح نماز روزہ لازم کیا تھا خبر کی تحقیق کو بھی لازم کر دیا ہے۔ اور خبر دینے کے منصب کو بھی واضح فرما رہا ہے۔

آج جو اُمتِ مسلمہ میں انتشار آیا ہے۔ آج لوگوں کی کیفیتیں بدل رہی ہیں۔ تو اسی لئے کہ چند احمق ایسی ایسی ایجنسیوں میں بیٹھے ہوئے ہیں جو آتا ہے آگے اُگل دیتے ہیں اور پھر اُمت میں فتنہ پیدا ہو جاتا ہے فساد پیدا ہو جاتا ہے۔ مسلم اُمہ کی فوجوں کے مورال پست ہو جاتے ہیں۔

مسلم اُمہ کے مختلف لشکر اپنے مقاصد میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ وجہ یہ ہوتی ہے کہ پیچھے سے خبر کا تقدس پامال کر دیا گیا اور جتنا پہرہ چاہئے تھا۔ جس قدر حساس اور محتاط طریقے سے راز کو رکھنا چاہئے تھا وہ مہیا ہی نہیں کیا گیا۔ اب بتاؤ جس قرآن نے خبر کی تصدیق پر اور خبر کی تشہیر پر اتنی پابندی لگائی ہو وہ یہ کیسے چاہ سکتا ہے کہ غیروں کی پوری تقریریں اپنے ٹی وی پر کرادی جائیں یا ان کو بلا کے اپنے کالجز میں سٹوڈنٹس کو لیکچر دلوائے جائیں۔ ان کو بلا کے ان کے افکار کی نمائش کر کے اپنی قوم کو اُکسا کے یوں بنا دیا جائے کہ ان کے رال ٹپکنا شروع ہو جائیں۔

یہ افکار ہیں اور یہ لوگ ہیں جو منتخب قسم کے ہیں اور ان کی سوچ بڑی اعلیٰ ہے۔ یہ تمام فتنے جو ہیں ان کو روکنے کیلئے اس سورۃ کے اندر آیت کو نازل کر دیا گیا تھا۔ فرمایا یہ ہر بندے کا کام نہیں جو سنے وہ سنا دے۔ اب جو سنے یہ ذرائع بھی بند ہونے چاہئیں ان تک آواز آنی نہیں چاہئے اگر آجاوے تو پھر اس کو بند کر دینا چاہئے خاص لوگوں تک اگر چاہیں تو خبر اخبار میں چھپے۔ چاہیں تو ٹی وی اور ریڈیو پہ آئے۔ ورنہ اس خبر کا آگے پھیلانا حرام ہے۔

تو یہ تب ہو سکے گا جب فضاؤں پہ کنٹرول ہو گا۔ اگر خود نہ پھیلائیں اور اپنے سے پہلے چار گھنٹے دوسرے پھیلا جائیں۔ تو پھر اپنے روکنے کا فائدہ کیا ہو گا۔ تو قرآن کی اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ اُمتِ مسلمہ کا نیٹ ورک اتنا تیز ہونا چاہئے اور ان کی خبر رساں ایجنسیاں اتنی شفاف ہونی چاہئیں اور اپنی فضاؤں پر ان کا ایسا کنٹرول ہونا چاہئے۔ اگر مسلم حکمران یہ نہیں چاہتا کہ فلاں خبر میری قوم کو نہ ملے تو پوری فضا کو جام کر کے دوسرے کے پیغام بند کر دے۔

اپنی قوم تک صرف اپنی بات پہنچائے جو قرآن کے زیر سایہ ہو اور جو محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے زیر سایہ ہو۔ آج تو وہی حساب بن گیا جو چاہتا ہے ہمارے کانوں میں اپنا گند گھول دیتا ہے۔ لوگ سادہ ہیں آخر ان کا قصور کیا ہے۔ وہ سنتے ہیں اور پھر بدلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ وہ صورتحال بنی ہوئی ہے پلیٹ ایک ہے۔ ہر ایک اپنی ہوس کو پورا کرنا چاہتا ہے۔

اور ہر ایک اپنی خواہش کو مٹانا چاہتا ہے۔ تو یہ سب سے پہلا جو ہمارے لئے چیلنج ہے اس معاملے کا ہے کہ ہماری سوچ پر فکر پر اور دماغ پر جو غیر مسلم حملہ کر رہے ہیں وہ ڈائیلاگ تیار کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ ڈائیلاگ کسی طرح کا ہو اس کے پس پردہ اسلام پہ حملہ ہے۔ اس کے پس پردہ منصبِ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تنقید ہے۔ اس کے پس پردہ مسلمانوں کو زبوں حالی کا احساس دیا جا رہا ہے کہ

چھوڑو اس مذہب کو اور دوسری طرف آجاؤ۔ وہ ساری فلمیں جو ویسے ہی عریانی کی وجہ سے حرام ہیں۔ لیکن اس مقصد کے پیش نظر بھی ان میں ایک زہر بھرا ہوا ہے۔ وہ فلم جس کے اندر حواس باختہ مناظر ہیں۔ وہ تو سارا سلسلہ ویسے تباہیوں کا ہے۔

لیکن ان تباہیوں کے ساتھ ساتھ یہ تباہی بھی ہے کہ وہ بندے کو پھنسا کے فحاشی کے منظر میں اس کی کیسٹ بھی ساتھ ہی بدل دینا چاہتے ہیں کہ اس کے بعد اس کا احساس ہی نہ ہو کہ میں نے کتنا برا کام کیا ہے۔ اور میری زندگی کیسی برائی کے اندر گزر رہی ہے۔

اب دیکھو اگر ہم قرآن مجید کے اس حکم کو نہیں پھیلائیں گے اور قرآن مجید کا یہ جو مواصلاتی نظام اور صحافت کے لحاظ سے ہمارے لئے سبق ہے۔ اس کو پس پشت ڈالیں گے تو کیا ہو گا۔ ہمارے ہر گھر میں غیر کا جاسوس ہے۔ ہمارا بیٹا غیر کا جاسوس بن جائیگا۔ ہمارا بھائی غیر کا جاسوس بن جائے گا۔ یہ اسلام تو ایک راز اور ایک حقیقت ہے۔ اور یہ ایک سوز تھا جس کے لحاظ سے اتنا پہرہ ہونا چاہئے تھا کہ پوری سلطنت میں کوئی ایک انسان بھی ایسا نہ ہو جو غیروں کا آلہ کار بن کے باتیں کرتا پھرے۔ نتیجہ کیا بن گیا ہے۔ ہر محلے میں غیروں کے آلہ کار پیدا ہو گئے ہیں۔ بات چینل سے سنتے ہیں پھر آگے سنا دیتے ہیں کہ فلاں یہودی کی تقریر تھی۔ فلاں عیسائی یہ ریسرچ کر رہا تھا۔ فلاں یہ کہہ رہا تھا یہ وقت ہے سنبھلنے کا......

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے غافل مسلمانو!

تمہاری داستان تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

اگر آج اس پہ پہرہ نہ لگایا گیا۔ تو پھر بات بہت بگڑ جائے گی اور یہ صرف ہماری حکومت تک نہیں تمام مسلم حکمرانوں کو اس سلسلے میں توجہ کرنی چاہئے۔ آخر اللہ کے قرآن کی اس آیت کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا جا رہا ہے؟ اس کا کیا پس منظر سامنے رکھ کے کس لحاظ سے اس پہ عمل کر رہے ہیں؟ یہ آیت خاموش ہے اور لوگ اپنی من مانیاں کر رہے ہیں۔ گمراہ ہوتے جا رہے ہیں۔ لہٰذا سب سے پہلے اُمتِ مسلمہ کا جو حکمران ہے اس پہ لازم ہے۔ ایک تو وہ خود اسلام کے تابع ہو اور دوسرا غیروں کی جو سازشیں اور جو زہر دماغوں کو پاگل کرنے والا ہے۔ اس کو روک دیا جائے اپنی صلاحیتیں ملک کے سرمائے کو محفوظ کرنے کیلئے لگا دیا جائے اور اپنے وقار کو بحال کیا جائے خود اپنے قرآن کی طرف دیکھیں اور قرآن سے اپنی زندگی کے راستے تلاش کرتے چلے جائیں۔

محتشم سامعین حضرات! اس سلسلہ میں ہمارے لئے جو بات اہم تھی آج ہی نہیں اس سے پہلے لوگوں نے بھی اس کو محسوس کیا۔ علامہ اقبال نے اپنی ابلیس کی مجلس شوریٰ والی نظم لکھی تھی اس میں بھی اِسی بات کو پیش کیا تھا کہ ابلیس کی جب میٹنگ ہوئی اور پارلیمنٹ کا جب اجلاس ہو رہا تھا اور سارے شتو نگڑے بیٹھے ہوئے تھے۔ تو ابلیس ہی نے ایک ایجنڈہ سامنے رکھا تھا۔ کہنے لگا:

یہ فاقہ کش موت سے ڈرتا نہیں ذرا ۔۔۔ روحِ محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو

فکرِ عرب کو دے کر فرنگی تخیلات ۔۔۔ اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

یہ ابلیس کا ایجنڈہ تھا جس پہ آج عمل ہو رہا ہے اور مسلسل ہمیں بھی کچھ روشن خیال اس قسم کی روشن خیالی کے جام پلانا چاہتے ہیں کہ اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو۔ وہ سرمہ ہماری آنکھ میں ڈال کے ہمیں اس طرف لیجانا چاہتے ہیں۔ نہیں نہیں ہم اس بات کا عزم کئے ہوئے ہیں اور پوری قوم اس غیرت کی پوری طرح علمبردار ہے۔ ہمارے لئے سرمہ ہی کافی ہے جو خاکِ مدینہ نے اپنے منگتوں کو عطا فرما رکھا ہے۔

## اقتصادی زبوں حالی کا چیلنج

محتشم سامعین حضرات!

اس سلسلے میں رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرامین کا جائزہ لیتے ہوئے اور قرآن مجید کی آیات اور موجودہ حالات کو سامنے رکھتے ہوئے جو دوسرا بڑا حملہ ہے وہ ہے اقتصادی زبوں حالی کی آڑ میں کہ مسلسل یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ مسلمان تو غریب ہوتا ہے۔ مسلمان فقیر ہوتا ہے۔ مسلمان کے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ سارا ورلڈ بنک دیکھ لو۔ ہماری مختلف کمپنیاں اور ایجنسیاں اور سرمایہ کاروں کے مختلف نظام دیکھ لو۔ یہ ایک لقمہ حرص اور لالچ کا مسلم اُمہ کیلئے پیش کیا جاتا ہے۔ ایسی صورتحال میں بھی قرآن نے ہمیں تنہا نہیں چھوڑا۔ آج سے صدیوں قبل ان کو بیان کر کے ارشاد فرمایا تھا۔

سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۲۸ ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا

مشرک پلید ہیں۔ اسی سال کے بعد ہی نو ہجری کے بعد یہ مسجد حرام کے قریب نہیں آسکتے جب یہ اس وقت پابندی لگائی گئی تھی آج تو جتنے ہمارے پاس ظاہری وسائل ہیں۔ اس وقت نہیں تھے۔ آج جتنا سرمایہ ہے جتنا کھانے کا سامان ہمارے پاس ہے۔

وہاں وہ جس وقت روزانہ جہاد کو نکلے ہوئے ہیں اور گھر پیسے سے خالی ہیں اور گھر میں روزانہ کھانے کیلئے پکتا ہی نہیں۔ ایک ایک کھجور پہ ہفتہ ہفتہ گزارہ کرتے ہیں۔ جب فوراً اس معاشرے میں یہ بات سامنے آئی اگر ہم بائیکاٹ کریں گے تو زندہ کیسے رہیں۔

تجارت بند ہو جائے گی مشرکین سے بائیکاٹ کے بعد ہمارا اقتصادی ڈھانچہ تباہ ہو جائے گا۔ جس وقت یہ سوچ کچھ لوگوں میں ابھر رہی تھی پکے لوگوں نے ہرگز اسکو قریب نہیں آنے دیا۔ لیکن جو نو مسلم تھے ان کے لحاظ سے یا منافقین کے لحاظ سے ایسی سوچ جب ابھر رہی تھی۔ اللہ نے اس آیت کا نزول فرمادیا۔ اگر سنو تو لگے گا جیسے اللہ نے آج اس آیت کا نزول فرمادیا ہو۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔۔۔۔۔ وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً

اگر تمہیں بھوک کا خطرہ ہے۔ اگر تمہیں محتاجی کا خطرہ ہے کہ ہم نے فلاں سے دوستی کا ہاتھ نہ ملایا تو ہم بھوکے مر جائیں گے وہ ہمیں کھانے کو کچھ نہیں دے گا۔ ہمارے پاس کچھ نہیں ہو گا۔ ہم اگر اسرائیل سے تعلقات نہیں بڑھاتے تو بھوکے ہو جائیں گے۔ انڈیا کیساتھ نہیں بناتے تو بھوکے ہو جائیں گے۔ یہود و نصاریٰ کے ساتھ دوستی کی پینگیں ہم نہیں بڑھاتے تو ہم بھوکے ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔۔۔۔۔ وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً

اگر تمہیں بھوک اور احتیاج کا خطرہ ہے۔ تو مومنو! جان رکھو ہم نے خزانے اپنے پاس رکھے ہیں۔ غیروں کو عطا نہیں کئے۔ مومن کی شان کیا ہے۔ قرآن اس کو سمجھاتا ہے۔

إِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنْ شَآءَ

اگر تمہیں بھوک کا خطرہ ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے فضل سے بے نیاز کر دے گا اگر اللہ نے چاہا۔ کسی کے ورلڈ بینک کو دیکھنے کی ضرورت نہیں اور وائٹ ہاؤس کی طرف للچائی نگاہیں پھیرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ ساتھ قید لگادی "إِنْ شَآءَ" اگر اس نے چاہا تو وہ تمہیں مالدار بنا دیگا۔ تو تمہیں کام کرنا چاہیے باقی اللہ کی مشیت یہ چھوڑ دینا چاہیے۔ اگر وہ ہمیں بھوکا دیکھنا چاہتا ہے تو ہمیں بھوک میں خوشی ہے اور اگر ہمیں مالدار دیکھنا چاہتا ہو تو ہمیں مالدار میں خوشی ہے۔ لیکن ہم وہ مال نہیں لینا چاہتے کہ جس سے بنک بیلنس تو بڑھ جائے اور ایمان کا بیلنس کم ہو جائے وہ مال مردِ مومن کیلئے زوال ہے اور اس کیلئے ہلاکت ہے اور خسران ہے۔

اس واسطے خالق کائنات نے فرمادیا۔۔۔۔۔ وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً

سارا جو کائنات میں حال بنتا ہے وہ پیدا تمہارے رب نے کیا اور تقسیم تمہارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں۔ تو یہ آزمائش کے دن گزر جائیں گے اس کی وجہ سے اپنا قبلہ نہ بدل دو۔ اپنی جگہ ڈٹ کے قائم رہو۔ اللہ نے چاہا تو تمہیں یہیں گھر بیٹھے مالدار بنا دے گا۔ تم ہاتھ پہ ہاتھ دھر کے محنت نہ چھوڑو مصروف رہو۔ تمہیں غیر سے جا کے مانگنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

"فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللّٰهُ" اللہ تمہیں غنی کر دیگا۔ یہ وعدہ اس وقت بھی پورا ہوا۔ چند سال گزرے فتوحات کا دروازہ کھل گیا۔ وہ قیصر و کسریٰ کے خزانے اونٹوں پہ لاد کے مسجدِ نبوی میں لا کے ڈھیر کیا جا رہا تھا۔ تو یہ آیت بول رہی تھی کہ کل تمہیں گھر سے نکالا گیا تھا مگر تم نے جو مشرکوں سے بائیکاٹ کیا اس پر پکے رہے ہو۔ دیکھو وہ مال چل کے تمہارے قدموں میں آ گیا ہے۔

تو یہ قرآن ہمیشہ کیلئے اعلان کر رہا ہے کہ کبھی اپنی پالیسیوں کو بناتے ہوئے اقتصادیات کے زیرِ دام آ کے اپنا قبلہ نہ بدلو اور ایمان کا سودا نہ کرو۔ رب پوری کائنات میں جو رِزق تقسیم کر رہا ہے وہ رب ہے ہی ہمارا جب چاہے گا خزانوں کے منہ ہمارے لئے کھول دے گا۔

## یہود و نصاریٰ کے ڈر سے ان کی دوستی

تیسرا بڑا فتنہ وہ ہے غیروں کی ٹیکنالوجی کی پاور اور اُن کا اسلحہ اس سے مرعوب ہو کے ہم اُن کی کسی بات کو رڈ نہ کریں۔ صرف اس خطرے سے اگر ہم نے اُن کی بات نہ مانی تو وہ ہمیں مار دیں گے۔ ہمیں جیتا نہیں چھوڑیں گے۔ ہمیں مار دیں گے۔

میرے ربّ کا قرآن بول رہا ہے۔ اے اُمتِ مسلمہ کے شیر کبھی بھی کسی کے اسلحہ سے ڈر کر کسی کی پاور سے مرعوب ہو کر اپنی بات کو بیان کرنا چھوڑ نہ دو۔ اپنے دین کے بارے میں گونگے نہ بن جاؤ۔ اپنا پیغام پیش کرتے رہو۔ اس زندگی سے ہزار بار موت افضل ہے جو کلمہ حق کو بلند کرتے ہوئے آجائے۔ اسلام کی حقانیت اور غیرت کا پیغام دیتے ہوئے موت آجائے۔ اس سے بڑی اور سعادت کیا ہو گی اور اس سے بڑی اور شہادت کیا ہو گی۔

اب دیکھو قرآن مجید نے اس فتنے کو خود بیان کر کے اس کا اسی وقت حل بھی پیش فرما دیا تھا۔ قرآن مجید کی یہ بھی حقانیت ہے کہ اس وقت جو باتیں بتائی تھیں وہ بالکل سامنے ہیں اور آج یہ ہماری ذِمہ داری ہے کہ ہم وہ سیکھ لیں اور بغیر کسی اُلجھن کے غیر کو دیکھ کے سینہ تنگ نہیں ہونا چاہئے۔ قرآن پڑھ کے بھوکے رہ کے بھی سینہ کھلا ہونا چاہئے۔ میرے ربّ کا کیا فرمان ہے۔ جب یہ آیات نازل ہو رہی تھیں۔

لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ

یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ اسوقت یہ آیات نازل ہوئی تھیں۔ جب مسلمان تھوڑے تھے۔ تو دوستی کی ضرورت زیادہ تھی۔ آج کروڑوں ہیں مگر پھر بھی کہہ رہے ہیں کہ ہمارا گزارا نہیں ہوتا۔ اگر گزارے کی بات ہے تو یہ اسوقت ضروری تھا لیکن اصل میں معاملہ گزارا ہونے یا نہ ہونے کا نہیں ہے۔ اللہ نے لازم کر دیا ہے کہ ایمان تب برقرار رہے گا جب تم میرا حکم مانو گے نہ تم یہودی کو دوست بنا سکتے نہ عیسائی کو

بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ

وہ ایک دوسرے میں آپس میں دوست ہیں وہ تمہارے کبھی بھی دوست نہیں ہو سکتے آج کا فتنہ ہے ان کیلئے نرم گوشہ دلوں میں پیدا کرنا۔ یہ کہنا کہ وہ بھی اہل کتاب ہیں ہم بھی اہل کتاب ہیں اب دیکھو ان کے بھی حقوق ہیں ہمارے بھی حقوق ہیں۔ ہم کیوں لڑتے رہیں اُن سے کیوں اُلجھتے رہیں ان سے ہم کیوں ایسا کریں۔

اس طرح آہستہ آہستہ وہ بھی تو آخر اہل کتاب تھے ان کیلئے بھی کتاب آئی اور ان کیلئے بھی نبی آئے۔ تو یہ تم نے پکا ویر انگار کھا ہے کہ ہم نے ہر سلسلہ میں ان کی مخالفت ہی کرنی ہے ہر وقت یہی سوچتے رہتے ہو۔

جس میں بھی پیچھے بڑے سلسلے ہیں کئی تدبیروں کے اور سازشوں کے ہم جس وقت اس بات کو سنتے ہیں۔ تو ہمارا قرآن ہمیں جواب دیتا ہے۔ اے مسلمانو تم اپنے منہ سے نہیں' مجھے تلاوت کر کے انھیں شیشہ دکھادو۔ تلاوتِ قرآن پر تو کسی کو اعتراض نہیں ہو گا۔ مفتی کے فتوے پر عتاب ہو گا کہ تم نے یہ فتویٰ کیوں دیا۔ مفکر کی فکر قابلِ اعتراض ہو سکتی ہے کہ تم نے صحیح سوچ کے یہ بات نہیں کی۔ لیکن بتاؤ قرآن مجید کے سب فیصلے تو اٹل ہیں اس نے واضح کہہ دیا ہے۔

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ

مسلمانو یہ کبھی بھی نہ سمجھو کہ ہم تھوڑا سا مانیں گے تو وہ ہمیں چھوڑ دیں گے فرمایا جس وقت اوّل سے لے کر آخر تک سارے اسلام کو چھوڑ کر تم یہودی نہیں بن جاؤ گے اس وقت تک وہ تمہارا پیچھا کریں گے۔ تعاقب کریں گے۔ تم سمجھتے ہو کہ ایک دو نصاب میں تبدیلیاں کرلیں جہاد کی آیات نکال دیں تو وہ ہمیں چھوڑ دیں گے۔

لَنْ تَرْضٰى ...... "ہر گز وہ راضی نہیں ہوں گے"

حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ...... "یہاں تک تم ان کی ملت کی پیروی شروع کر دو"

اور فرمایا: قَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ یہ قرآن بولتا ہے کہ یہودیوں نے کہا کہ اللہ کے ہاتھ جکڑے ہوئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ میرے نہیں انکے ہاتھ جکڑے ہوئے ہیں۔ میرے تو دن رات ہاتھ سخاوت کر رہے ہیں۔ بخشش کر رہے ہیں۔ اب ہم یہ قرآن پڑھیں تو ہمیں کوئی کہے کہ تم یہودیوں کو گالیاں دے رہے ہو سوچ کے بولو۔ خطرہ بڑا ہے مار دیں گے۔ تو ہم ایسی زندگی نہیں چاہتے جو قرآن سے خاموش ہو کے ہمیں زندگی گزارنی پڑے ایسی زندگی ہی مومن کی شان ہے جب قرآن نے ان کو گالی دی ہے تو ہم بھی پڑھ کے ضرور یہ حق ادا کریں گے کہ جس شخص نے اللہ کے ہاتھوں پر تنقید کی ہے کہ اللہ کے ہاتھ معاذ اللہ باندھے جاچکے ہیں۔ ہم اللہ کا فرمان سنائیں گے کہ یہودیو ہم نہیں ہمارا رب تمہیں یہ فرما رہا ہے۔

اس واسطے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ موقف پیش کیا۔

تو یہ آیات بھی ساتھ موجود تھیں اور آج کا پورا منظر آیت میں موجود ہے۔ میرے رب کا کیا خوبصورت فرمان ہے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۵۲ میں ارشاد فرماتا ہے:

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

"تم ان لوگوں کو دیکھو گے جن کے دلوں میں بیماری ہے۔"

يُسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ

"وہ یہود و نصاریٰ سے دوستی میں بڑی تیزی کریں گے۔"

جن کے دِلوں میں بیماری ہے ان کو تم دیکھو گے وہ دوستی میں بڑی تیزی کر رہے ہیں اور اس سلسلے میں بڑے بے چین ہیں کہ کب یہودی ہم سے معانقہ کرے اور کب ہمیں ملنے آجائے۔ عیسائی کے ساتھ ملنے میں بڑی تیزی دکھا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ عذر پیش کریں گے:

يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰۤى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ

وہ کہیں گے ہم ان پر نرم پالیسی اس لئے اپنا رہے ہیں۔ اگر ہم نے نہ بنائی تو وہ ہمیں مار دیں گے۔ "نَخْشٰى" ہم ڈرتے ہیں "اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ" کہ ہم پہ حملہ ہو جائے گا۔ ایٹم چل جائے گا۔ ہم تباہ برباد ہو جائیں گے۔

اے قرآن تیری صداقتوں کو سلام کرتا ہوں۔ آج سے صدیوں قبل جو تو نے باتیں بتائیں تھیں آج کے بہت سے نام نہاد اُمت کے لوگ یہی آج بہانہ بنا رہے تھے۔ ان کو پتا نہیں قرآن نے یہ چوری پہلے پکڑ لی تھی اور اسکی اطلاع بھی اُمت کو عطا کر دی تھی۔

ہم اس واسطے نرم رویہ رکھتے ہیں یہود و نصاریٰ سے دوستی چاہتے ہیں کہ ہم نے دوستی نہ کی تو ہمیں خطرہ ہے ہم پہ حملہ ہو جائیگا اور ملک سارا اُلٹ جائے گا اور ہماری ساری صلاحیتیں رائیگاں چلی جائیں گی اور ہمارا سارا ڈھانچہ تباہ ہو جائے گا۔

جس وقت یہ بات سامنے آرہی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس وقت بیان کر کے فرمادیا:

فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ

فرمایا میرے بندو ڈرنے کی کوئی بات نہیں وہ تمہیں کھا نہیں جائیں گے۔ قریب ہے اللہ تمہیں فتح عطا فرما دے گا۔

فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ ------ قریب ہے اللہ فتح لے آئے۔

اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ ------ یا اس کے علاوہ کوئی اپنا حکم لے آئے۔

فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ------ پھر وہ لوگ منہ چھپائیں گے جو آج کہتے ہیں اگر ہم نے یہ دوستی نہ کی تو ہم پر حملہ ہو جائیگا۔ فرمایا جب اسلام بپھرے ہوئے شیر کی طرح نکلے گا۔ تو پھر یہ لوگ جو آج ناکام فلسفے گھڑ رہے ہیں

منہ چھپا رہے ہوں گے اور اسلام کے شیر سر اُٹھا کے گردن ہٹا رہے ہوں گے اور بتا رہے ہوں گے کہ ہم نے اپنا قبلہ نہیں بدلا۔ اللہ نے ہمارے لئے زمانہ بدل دیا ہے اور یہ دن اللہ کے فضل سے اِن شاءَ اللہ ضرور آئے گا۔ ہم نے یہ چھوٹی چھوٹی من گھڑت موشگافیاں کے پیچھے پڑ کے قرآن چھوڑ سکتے ہیں نہیں نہیں اس قرآن نے ہمارے سارے فیصلے مکمل کئے ہوئے ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں ان تمام چیلنجز کا اپنے زورِ یقین کے ساتھ جواب دینا ہے۔

میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی واضح فرما دیا تھا۔ جو بیہقی کی حدیث جو شروع میں مَیں نے پیش کی ہے۔ جب رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ وقت آجائے گا کہ میری اُمت پلیٹ کی طرح ہوگی اور سارے کھانے کیلئے جھپٹ رہے ہوں گے۔ ایک پلیٹ کیلئے سارے اِکٹھے ہوں گے تو صحابہ کرام نے پوچھا اور یہ بھی سعادت ہمیں کہ پوچھتے وقت ان کا جو عقیدہ تھا، آج ہمارا بھی وہی عقیدہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایک غیب کی بات پوچھ لی۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اس وقت ایسے حالات پیدا کیوں ہو جائیں گے۔ کیا خوبصورت سوال تھا کہنے لگے، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم!

وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ

کیا اس وقت ہم تھوڑے ہو جائیں گے۔ یعنی اس زمانے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلمہ گو بہت تھوڑے ہوں گے کہ جہاں ان کو پلیٹ سمجھا جائے گا۔ کیا مسلم اُمہ کی کمیونٹی تھوڑی ہوگی۔ میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشاہدہ دیکھو۔۔۔۔

رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا جواب دیا۔ فرمایا:

بَلْ اَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيْرٌ

میرے صحابہ تم تھوڑے نہیں ہوگے اس وقت میری اُمت اب سے بھی بڑی ہوگی۔ جتنے صحابہ تم ہو تم سے کہیں زیادہ اس وقت کروڑوں اربوں کی تعداد میں میری اُمت کے لوگ موجود ہوں گے۔

پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنے ہوتے ہوئے پلیٹ بن جائیں گے کیوں ایسا ہوگا۔ پہلا غیب کا معاملہ بتا دیا۔ غیب کی خبر دے دی۔ جب دوسرا سوال ہوا کہ ایسا پھر ہوگا کیوں۔ اتنے کروڑوں کی تعداد میں ہو کے پلیٹ کی طرح سامنے پڑے ہوں گے اور دشمن ان کو چاٹ رہے ہوں گے۔ تم مشاہدہ اپنی آنکھوں سے کر رہے ہو ٹی وی کی سکرین پر جو عراقیوں سے کیا جا رہا ہے اور جو افغانستان میں ہو رہا ہے اور جو کشمیر میں ہو رہا ہے کیسے پلیٹ کی طرح چاٹنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

جس وقت رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ہوں گے تو بہت زیادہ مگر جھاگ کی طرح بن چکے ہوں گے۔

لٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّبِيْلِ

فرمایا اے صحابہ وہ تمہارے جیسے شیر نہیں ہوں گے وہ انسان تو ہوں گے مگر جھاگ جیسے ہوں گے جیسے سیلاب کی جھاگ ہوتی ہے ایسی اُمت بن جائے گی۔ ہائے افسوس یہ سوچنے کا مقام ہے کہ وہ وقت آگیا کہ ہم جھاگ بن گئے اور اس وقت سے نشاندہی کردی گئی۔ پلیٹ کی طرح غیروں کے سامنے پڑے ہیں اور ہماری فوجیں بھی ہیں ہمارے حکمران بھی اتنی کیمونٹی ہمارے پاس موجود ہے اور اس کے باوجود ہماری یہ صورتحال ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمادیا کہ وہ جھاگ کی طرح ہونگے اگرچہ بہت زیادہ ہونگے مگر پکے نہیں ہونگے۔ صحابہ تم تو تھوڑے بھی ہزاروں پر غالب آجاتے ہو۔ وہ جھاگ کی طرح ہوں گے اور کیسی صورتحال ہو گی۔

وَيَنْزِعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّ كُمُ الْمَهَابَةَ

فرمایا فرق اتنا رہ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس وقت کے مسلمانوں کا رُعب دشمنوں کے دلوں سے نکال دے گا اور مسلمانوں کے دلوں میں دشمن کا رعب ڈال دے گا۔ صورتحال دیکھ لو چشم کشا تبصرے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ بات کتنی پہلے بیان کی۔ جو ہم تمہید سے بیان کر کے آئے ہیں کہ کیسٹ بدل جائے گی۔ وہ دل کا کیسٹ کہ جس میں جو دشمن ہے ان کے دلوں میں جو اسلام کی دھاگ بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ خوف ان کے دلوں سے نکل جائیگا اور مسلم اُمہ پر خوف طاری ہو جائے گا۔

فرمایا کروڑوں ہو کے جب جھاگ ہوں گے تو پھر پلیٹ ہی بن جائیں گے میرے صحابہ بہت سے لوگ موجود ہوں گے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہن آجائے گا وھن سب سے بڑا خطرہ ہو گا وہن کا مرض لگ جائے گا۔ اے میرے صحابہ میرے غلاموں کو یہ پیغام پہنچادو کہ قیامت آجائے لیکن وہن کو نہ آنے دیں وہن کو دور رکھیں۔ یہ وہن وہ مرکزی سپرنگ ہے جس پر آج کی صورتحال کا مدار ہے کہ سرکار فرمارہے ہیں وہن بالکل قریب نہ آنے دو۔ پوچھا گیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم!

وَمَا الْوَهْنُ

وہ وہن کیا چیز ہے کہ آپ فرمارہے ہیں وہ وہن سے جھاگ بن جائیں گے اور وہن سے کمزور ہو جائیں گے وہن کیا چیز ہے۔

تو میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے تھے۔

## حُبُّ الدُّنْيَا وَ كَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ

"وہن یہ ہے کہ میری اُمت کے لوگ دُنیا سے پیار کریں گے اور موت سے نفرت کریں گے۔"

صحابہ آج تمہیں موت پیاری لگتی ہے اسلام کیلئے اس وقت جس وقت طلیحہ اسدی کے خلاف جنگ ہو رہی تھی رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے فوراً بعد جنگ ہو رہی تھی۔ اسکے ساتھی مسلسل مارے جا رہے تھے۔ صحابہ اس جھوٹے مدعی نبوت کے ساتھیوں کو تہہ تیغ کر رہے تھے۔ اس نے اجلاس بلا لیا آخر وجہ کیا ہے۔ یہ تھوڑے سے آئے ہوئے تمہیں مار رہے ہیں تو اس کے ایک جھوٹے اُمتی نے کہا بات صرف اتنی ہے کہ ہم میں ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ میرا بھائی مرے میری باری بعد میں آئے۔ لیکن جو ہمیں مارنے آئے ہوئے ہیں ان کا کمال شوق ہے ہر ایک چاہتا ہے میری باری پہلے آئے میرے دوست کی باری بعد میں آئے۔

یہ جذبہ ان لوگوں میں موجود تھا۔ آج اس کی کمی ہو گئی ہے۔ یہ وھن آگیا ہے لہٰذا ہمیں چیلنجز کا جواب دینے کیلئے وہن کو دور کرنا ہے اور وہن کو دور رکھنا ہے۔ جس وقت وہن دور ہو جائے گا سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔

ہمارا مسئلہ کوئی اقتصادیات کا نہیں۔ ہمارا مسئلہ ورلڈ بنک کا نہیں۔ ہمارا مسئلہ ایٹم کا نہیں۔ محض ٹیکنالوجی کا نہیں۔ ہم اسے جانتے ہیں اس کی حیثیت ہے مگر خدا کی قسم ایمان کے مقابلے میں اسے کچھ بھی نہیں مانتے۔ یہ ایمان کا ضمنی شعبہ ہے ایمان کے تابع ہے۔ ہمیں اس میدان میں بھی ترقی کرنی چاہئے غیروں کی بھیک نہیں مانگنی چاہئے مگر ایٹمی طاقت لینے اور ٹیکنالوجی کے حصول کیلئے اگر ایمان دینا پڑ جائے تو ہمیں ایسی ٹیکنالوجی کی ہرگز کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تنہا انسان بغیر کسی اسلحے کے بھی اپنا کردار ادا کر سکتا ہے۔ لیکن جب اسلحہ چاہئے تو پھر ٹیکنالوجی کے شعبے میں بھی ترقی ضرور چاہئے، ٹیکنالوجی کے سر پر جھنڈا اسلام کا لہراتا ہوا نظر آنا چاہئے۔